غضِ بصر ــــ نگاہ کی حفاظت و عفّت

افادات مولانا اشرف علی تھانویؒ

اللہ تعالیٰ سورہ المومن میں ارشاد فرماتے ہیں: یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ ○ (۴۰:۱۹)، ترجمہ: "اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جس شے کو سینے میں چھپاتے ہو، اس کو بھی جانتے ہیں"۔ یہ ایک ایسی آیت ہے جس کے الفاظ تھوڑے ہیں اور معانی بہت ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک امر قبیح پر مطلع فرمایا ہے۔ جس مرض کا اس میں بیان ہے آج کل اس میں بہت لوگ مبتلا ہیں۔ مرض سے یہاں مراد معصیت ہے۔ جس طرح مرض کی حقیقت یہ ہے کہ جسم میں اعتدال نہ رہے، اس طرح معصیت میں بھی قلب کے مزاج میں اعتدال نہیں رہتا اور اس کا انجام جسمانی مرض سے زیادہ مضر ہے۔

کسی نے بقراط سے پوچھا تھا کہ امراض میں کون سا مرض زیادہ شدید ہے؟ اس نے کہا کہ جس مرض کو خفیف سمجھا جائے، وہ بہت شدید ہے۔ اس لیے کہ وہ لاعلاج ہے۔ اس طرح جس گناہ کو ہلکا سمجھا جائے، وہ بھی بہت شدید اور لاعلاج ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو گناہوں کا ذکر فرمایا ہے، آنکھوں کے گناہ اور دل کے گناہ کا۔

یوں تو آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر کیا ہے، وہ ہے بدنگاہی۔ اس طرح دل کے بہت سے گناہ ہیں لیکن بقرینہ سباق خاص گناہ کا ذکر ہے یعنی نیت بری ہونا۔ ان دونوں گناہوں کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ جس درجہ ان کی مضرت ہے، اس قدر نہیں سمجھتے۔ اگرچہ گناہ کا ادنیٰ اثر یہ ہونا چاہیے کہ دل میلا ہو جائے مگر اس گناہ کے بعد دل بھی میلا نہیں ہوتا۔ اس لیے لوگ اسے بہت خفیف سمجھتے ہیں۔ کسی عورت کو دیکھ لیا، کسی لڑکے کو گھور لیا، اس کو ایسا سمجھتے ہیں کہ جیسے کسی اچھے مکان کو دیکھ لیا یا کسی پھول کو دیکھ لیا۔ پھر یہ گناہ ایسا ہے کہ اس سے بوڑھے بھی بچے ہوئے نہیں ہیں۔ کھلی بدکاری سے تو اکثر لوگ محفوظ ہیں کیونکہ اس کے لیے بڑے اہتمام کرنے پڑتے ہیں۔ اول تو جس سے ایسا فعل کرے، وہ راضی ہو اور رقم بھی پاس ہو۔ نیز شرم و حیا بھی مانع نہ ہو۔ غرض اس طرح کے بہت سے موانع حائل رہتے ہیں۔ اس لیے شائستہ آدمی، خصوصاً جو دین دار سمجھے جاتے ہیں، اس میں بہت کم مبتلا ہوتے ہیں۔ بخلاف آنکھوں کے گناہ کے کہ اس میں اس طرح کے موانع نہیں ہیں، نہ رقم کی ضرورت ہے،

نہ بدنامی کا خدشہ کیونکہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ کس نیت سے کس کو دیکھا ہے۔ مولوی صاحب، مولوی صاحب ہی رہتے ہیں اور قاری صاحب، قاری صاحب ہی رہتے ہیں۔ نہ اس فعل سے ان کی مولویت میں فرق آتا ہے اور نہ قاری صاحب کے قاری ہونے میں کوئی دھبہ لگتا ہے۔ دوسرے گناہوں کی خبر تو اوروں کو بھی ہوتی ہے مگر اس کی اطلاع کسی کو نہیں ہوتی۔ معصیت کرتے ہیں اور نیک نام بھی رہتے ہیں۔ لڑکوں کو گھورتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو بچوں سے بڑی محبت ہے۔ جب آنکھوں کے گناہ کی خبر نہیں ہوتی تو دل کے گناہ کی کس طرح اطلاع ہو سکتی ہے۔

اہل کشف نے لکھا ہے کہ بدنگاہی سے آنکھوں میں ایک ایسی ظلمت پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کو تھوڑی سی بصیرت ہو، وہ پہچان لے گا کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں ہے۔ اگر دو شخص جو ہر لحاظ سے ایک جیسے ہوں، لیکن ان میں سے ایک فاجر ہو اور دوسرا متقی ہو، تو جب چاہو دیکھ لو کہ متقی کی آنکھ میں رونق اور دل فریبی ہوگی اور فاسق کی آنکھ میں ایک قسم کی ظلمت اور بے رونقی۔ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور وہ کسی کو بری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا تو حضرت عثمانؓ نے خاص طور پر تو اس کو کچھ نہ فرمایا لیکن یہ فرمایا: **"مابال اقوام یترشح الزنا من اعینهم"** یعنی لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ اہل کشف خصوصیت سے کسی کو کچھ نہیں کہتے بلکہ عیب پوشی کرتے ہیں لیکن جو اس فعل میں مبتلا ہے، وہ سمجھ جائے گا کہ مجھے فرما رہے ہیں۔

بدنگاہی کا گناہ اکثر چھپا ہی رہتا ہے۔ اس لیے لوگ بے دھڑک اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہ مرض اول جوانی میں پیدا ہوتا ہے بلکہ سب گناہوں کی یہی شان ہے کہ اول جوانی کے تقاضے کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ پھر وہ مرض اور روگ لگ جاتا ہے اور لب گور تک کیا جاتا ہے۔ لیکن جوان اور بوڑھے میں فرق یہ ہے کہ جوان آدمی تو معالجہ کے لیے کسی سے کہہ بھی دیتا ہے لیکن بوڑھا آدمی شرم کی وجہ سے کسی سے کہتا بھی نہیں ہے۔ پس اس کے مخفی رہنے اور خفیف ہونے کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت اس میں مبتلا رہتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ اس سے واقف نہیں ہیں، ہم ہی واقف ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم جو یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے اس گناہ کی کسی کو خبر نہیں ہے، صحیح نہیں۔ اس کی خبر ایسے کو ہے کہ جس کو خبر ہو جانا غضب ہے، اس لیے کہ اس کو تم پر پوری قدرت حاصل ہے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس گناہ کا ذکر فرما کر اس کی سزا بیان نہیں فرمائی بخلاف دیگر معاصی کے کہ ان کی سزا بھی ساتھ ساتھ بیان فرما دی ہے۔ اس میں ایک نکتہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کے لیے سزا اور سختی گناہ سے روکنے کے لیے کارگر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو حیادار ہوتے ہیں، اس گناہ کی تشہیر سے گڑ جاتے ہیں کہ اگر لوگوں کو اس کی خبر ہوئی تو باعث بدنامی ہوگا بالخصوص جب یہ معلوم ہو کہ ہمارا یہ جرم معاف بھی ہو جائے گا تو اور بھی زیادہ شرم محسوس کرتے ہیں۔ غرض دو قسم کے

لوگ ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو سزا کا نام سن کر رکتے ہیں اور ایک وہ جو صرف اطلاع کی خبر دینے سے شرماتے ہیں اور اس کام کے قریب نہیں جاتے۔ چنانچہ جو بے حیا تھے وہ تو یوں رکے کہ **یعلم** میں اشارہ سزا کی طرف بھی ہے، دوسرے اس لیے رکے کہ شرم سے گڑ گئے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو جانتے ہیں۔ اس بات سے اندازہ ہوا کہ یہ مرض کتنا مہلک ہے۔

اب ہمیں اپنی حالت دیکھنی چاہیے کہ ہمارے اندر اس معصیت سے بچنے کا کتنا اہتمام ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ شاید ہزار میں ایک اس سے بچا ہوا ہو، ورنہ یہ ابتلاے عام ہے اور اس کو نہایت درجہ خفیف کہتے ہیں۔ جو لوگ جوان ہیں، ان کو تو اس کا احساس ہوتا ہے اور جن کی قوت شہویہ خفیف ہو گئی ہے، ان کو تو احساس بھی نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو تو شہوت ہی نہیں ہے، اس لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ سو ان کو مرض کا بھی پتا نہیں لگتا۔ بعضوں کو ایک اور طرح سے دھوکہ ہوتا ہے، وہ یہ کہ شیطان بہکاتا ہے کہ جیسے کسی پھول، اچھے کپڑے اور اچھے مکان وغیرہ کو دیکھنے کو دل چاہتا ہے، ایسے ہی اچھی صورت دیکھنے کو بھی دل چاہتا ہے۔ یہ سراسر دھوکہ ہے۔ یاد رکھو کہ رغبت کی مختلف قسمیں ہیں۔ جیسی رغبت پھول کی طرف ہوتی ہے، ویسی انسان کی طرف نہیں ہوتی۔ اچھے کپڑے کو دیکھ کر کبھی جی نہیں چاہتا کہ اس کو گلے لگالوں یا چمٹا لوں جبکہ انسان کی طرف ایسی ہی رغبت ہوتی ہے۔

ایک اور دھوکہ یہ بھی ہے کہ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹے کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ گلے لگالوں، اس طرح دوسرے کے بچے کو دیکھ کر بھی ہمارا یہی جی چاہتا ہے۔ حالانکہ اپنے بچوں کو گلے لگانا، چمٹانا اور طرح کا ہے، اس میں شہوت کی آمیزش نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسرے کی اولاد کی طرف اور قسم کا میلان ہے کہ اس میں گلے لگانے سے بھی آگے بڑھنے کو بعض کا جی چاہتا ہے۔ لڑکوں کی رغبت تو سم قاتل ہے۔ نصوص میں تو اس کی حرمت ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بھی جو اس کے آثار لکھے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی سخت بلا ہے۔ ایک بزرگ مطلق نظر کے لیے فرماتے ہیں: "**النظرۃ لھم من سھام ابلیس**" یعنی نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ حضرت ابوالقاسم قشیریؒ دونوں امر کی نسبت فرماتے ہیں کہ سالک کے لیے مردوں اور عورتوں کی مخالطت رہزن ہے۔ ایک بزرگ کا خاص مردوں کے حق میں قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی بارگاہ سے مردود کرنا چاہتے ہیں، اس کو لڑکوں کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ غرض یہ بہت بہت مضرت کی چیز ہے۔

دوسرے معاصی اور بدنگاہی کی معصیت میں ایک اور فرق بھی ہے وہ یہ کہ اور گناہوں کے کرنے کے بعد ان کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر جاتا ہے مگر بدنگاہی ایسی شے ہے کہ جب صادر ہوتی ہے تو اور زیادہ تقاضا ہوتا ہے۔ دیکھیے آدمی کھانا کھاتا ہے اور سیر ہو جاتا ہے، پانی پیتا ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے، مگر یہ نظر ایسی بلا ہے کہ اس سے سیری نہیں ہوتی۔ اس حیثیت سے یہ گناہ تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے۔

یہ گناہ اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے: "**انا غیر اللّٰہ اغیر من ومن غیرۃ حرم الفواحش ما ظھر منھا وما بطن**" یعنی میں بہت غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سب سے زیادہ غیرت مند ہے اور اس غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے شرمی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے، چاہے اس کی برائی کھلی ہو یا چھپی ہو۔ یہ سب فواحش ہیں۔ آنکھ سے دیکھنا، ہاتھ سے پکڑنا، پاؤں سے چلنا، ان سب کو شارع نے زنا ٹھیرایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے، کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور زبان بھی زنا کرتی ہے، اس کا زنا بولنا ہے۔ یہ تمام فواحش ہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہیں"۔

یہ جان لینے کے بعد کہ بدنگاہی ہر پہلو سے حرام اور گناہ کبیرہ ہے، آگے فرماتے ہیں **وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْر** یعنی جس شے کو سینے میں چھپاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتے ہیں۔ یہ بات پہلے سے اشد ہے یعنی معصیت صرف نگاہ ہی سے نہیں، بلکہ دل سے بھی ہوتی ہے۔ بہت لوگ دل سے سوچا کرتے ہیں اور عورتوں اور مردوں کا تصور کرتے ہیں اور خیال ہی سے فرمالیتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم متقی ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ یہ سب تلبیس ابلیس لعین ہے۔ بلکہ بعض مرتبہ دل کے اندر سوچنے اور دل ہی دل میں باتیں کرنے سے اور زیادہ فتنہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بدنگاہی میں تو بعض مرتبہ بدصورت اور قبیح شکلیں بھی نظر آسکتی ہیں اور دل کے اندر باتیں کرنے میں تو طبیعت کو زیادہ لگاؤ ہو جاتا ہے اور قلب سے کسی طرح وہ بات نہیں نکلتی۔ چونکہ قلب میں کانوں کے واسطے سے بھی باتیں اس قسم کی پہنچتی ہیں اس لیے جس طرح آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے، کانوں کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔ اس لیے ایسے قصے اور حکایات نہ سنیں، نہ ہی ایسی محفلوں میں شرکت کریں جہاں گانا بجانا ہو رہا ہو۔ بعض مرتبہ تو خود قلب ہی سے معصیت صادر ہوتی ہے، مثلاً پہلے سے دیکھی ہوئی صورتیں یاد آتی ہیں اور ان کے تصور سے انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ معصیت قلب کا آنکھوں کی معصیت سے اشد ہونا ایک اور وجہ سے بھی ہے وہ یہ کہ قلب سے سوچنے اور آنکھوں سے دیکھنے میں ایک فرق اور بھی ہے۔ آنکھوں کے گناہ کی صورت میں اس فعل کو کوئی اور بھی دیکھ سکتا ہے۔ گو نیت پر مطلع نہ ہو لیکن دل کے اندر سوچنے کے فعل کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس کی اطلاع سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں ہوتی۔ اس لیے اس سے وہی بچے گا جس کے قلب میں تقویٰ ہو۔

اس مرض کے ازالے میں تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ قلب کو باوجود تقاضے کے روکنا، دوسرے یہ کہ اس تقاضے اور خواہش کو ضعیف کر دینا اور بالآخر اس خواہش کا قلع قمع کر دینا۔

ان میں سے قلب کو روکنا یعنی دل کو خود اس طرف متوجہ نہ ہونے دینا، یہ امر تو اختیاری ہے کہ اگر خیال آپ سے آپ آجائے تو اس کو روکو۔ اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ جب قلب کسی حسین کی طرف مائل ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ فوراً کریہہ المنظر، بدشکل، بدصورت اور بدہیئت کی طرف دیکھو۔ اگر کوئی موجود نہ ہو تو کسی ایسے بدصورت کا خیال کرو، مثلاً ایک شخص ہے جو کالے رنگ کا ہے، چہرے پر چیچک کے

داغ ہیں، آنکھوں سے اندھا ہے، سر گنجا ہے، رال بہہ رہی ہے، دانت آگے کو نکلے ہوئے ہیں، ناک سے نکٹا ہے، ہونٹ بڑے بڑے ہیں اور مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ اس شخص کی خیالی تصویر بنا لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ فساد جو کسی حسین کے دیکھنے سے قلب میں ہوتا ہے، جاتا رہے گا۔ دوبارہ خیال آنے پر پھروہی تصور ذہن میں لاؤ۔ اگر یہ مراقبہ کارگر نہ ہو اور بار بار پھر اس حسین کا تصور ستائے تو یوں خیال کرو کہ ایک روز یہ شخص مرے گا اور قبر میں جائے گا۔ وہاں اس کا نازک بدن گل سڑ جائے گا اور کیڑے اس کو کھائیں گے۔ یہ تو فوری علاج ہے۔ آیندہ کے لیے تقاضا پیدا ہونے کا علاج یہ ہے کہ ذکر اللہ کی کثرت کرو۔ دوسرے یہ کہ عذاب الٰہی کا تصور کرو۔ تیسرے یہ کہ تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کو مجھ پر پوری قدرت ہے۔ امید ہے طویل مراقبات اور کثرت مجاہدہ نفس سے یہ چور، دل سے نکل جائے گا۔ لیکن یہ مرض جلدی دور نہ ہو گا، اس لیے جلدی نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ ایسا پرانا مرض ایک دن یا ایک ہفتے میں نہیں جاتا۔ اس لیے ہمت نہیں ہارنا چاہیے اور مسلسل مجاہدہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہ تقاضا ضعیف ہو جائے گا اور قابو میں آجائے گا۔

تیسرا درجہ یہ کہ اس خواہش کا پوری طرح خاتمہ ہو جائے اور اس کی طرف میلان ہی کبھی پیدا نہ ہو جس کے حصول کے لیے نادان لوگ طالب ہوتے ہیں اور اس کے حاصل نہ ہونے پر پریشان ہوتے ہیں۔ یعنی جب اپنے اندر کسی وقت ایسا میلان پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمارا سب ذکر اور مجاہدہ ضائع ہو گیا حتیٰ کہ ایسے کلمات پریشانی میں ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں کہ بے ادبی اور گستاخی ہو جاتی ہے، مثلاً ہم اتنے زور سے طلب حق میں رہے مگر ہم پر رحم نہیں آتا کہ ویسے ہی محروم ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ یہ ہرگز مطلوب نہیں کہ خواہش ہمیشہ کے لیے منقطع ہو جائے۔ اگر خواہش ہی جاتی رہے تو گناہ سے بچنے میں کوئی کمال نہیں۔ اندھا اگر فخر کرے گا کہ میں دیکھتا نہیں تو یہ کون سی فخر کی بات ہے۔ دیکھے گا کیا، جب کہ دیکھنے کا آلہ نہیں ہے۔ اگر عفت کا دعویٰ کرے تو کیا کمال ہے۔ لطف اور کمال مطلوب تو یہ ہے کہ گناہ کر سکو اور پھر اپنے دل کو روکو۔ میں نے فوری علاج اور تقاضا روکنے کی تدبیر دونوں بیان کر دیے ہیں۔ رہا خواہش کا زائل کر دینا، یہ مطلوب نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس گناہ پر متنبہ کرنا مقصود ہے، اس لیے کہ اس گناہ کا ابتلا عام ہے، جو نیک کہلاتے ہیں، وہ بھی اس میں مبتلا ہیں۔ خدا کے واسطے اس سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک اور تدبیر بھی آزمائی جا سکتی ہے، وہ یہ کہ جب قلب میں ایسا خیال پیدا ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ جب بھی بدنگاہی کا صدور ہو، یا دل میں تقاضا پیدا ہو، فوراً ایسا ہی کرو۔ ایک دن تو بہت سی رکعتیں پڑھنا پڑیں گی۔ دوسرے دن بہت کم ایسا خیال آئے گا۔ اس طرح یہ مرض بتدریج نکل جائے گا۔ اس لیے کہ نفس پر نماز بڑی گراں ہے۔ چنانچہ بدنگاہی کے ذرا سے مزے کے لیے، ہر وقت نماز پڑھنا

مصیبت معلوم ہو گا۔ پھر ایسے وسوسے سے محفوظ رہے گا۔

☆[اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس سے استعانت بھی طلب کرتے رہنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل دعائیں احادیث میں مذکور ہیں جو بد نگاہی سے بچنے اور تزکیہ قلب کے لیے کارگر ثابت ہوں گی:

عن ام معبد الخزاعية مرفوعاً اللهم طهر قلبى من النفاق وعملى من الرياء ولسانى من الكذب وعينى من الخيانه فانک لقلم فائنه الاعين وما تخفى الصدور (رواه الحكيم ترمذى والخطيب)

ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے اعمال کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے، اور میری آنکھوں کو خیانت سے بالکل پاک صاف کر دے۔ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی چیز مخفی نہیں ہے"۔

عن شكل بن حميد قال قلت يانبى الله علمى تعوذاً العوذ به فاخذ بكفى وقال قل اللهم انى اعوذبک من شر سمعى ومن شر بصرى ومن شر لسانى ومن شر قلبى ومن شر عينيں (رواه ابو داؤد، الترمذى، النسائى)

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجئے۔ (یعنی کوئی ایسی دعا بتا دیجیے) جس کے ذریعے میں اللہ سے پناہ و حفاظت طلب کیا کروں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر فرمایا: "کہو، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے، اپنی نگاہوں کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادہ شہوت کے شر سے"۔

یہ دونوں احادیث مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی **معارف الحدیث**، جلد پنجم سے ماخوذ ہیں۔ آخری حدیث کی تشریح میں مولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ سمع و بصر اور زبان و قلب اور اسی طرح جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ یہ چیزیں احکام خداوندی کے خلاف استعمال ہوں، جس کا انجام اللہ کا غضب اور اس کا عذاب ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس شر سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور اس کی پناہ مانگی جائے۔ وہی اگر بچائے گا تو بندہ بچ سکے گا ورنہ مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔

آیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہم کو اخلاقی اور جسمانی آفات سے محفوظ رکھیں اور ہمیں پاکیزہ نظر، پاکیزہ خیالات اور پاکیزہ عمل سے نوازیں۔] (**دعوات عبدیت جلد دوم کا آٹھواں وعظ**، ترتیب و تدوین: **عبدالرشید صدیقی**)

☆ یہ عبارت مرتب کی طرف سے مضمون کی مناسبت سے اضافہ کی گئی ہے۔